



سوال

(82) فجر کی نماز کا وقت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کس وقت ادا کیا کرتے تھے اور یہ بھی بتائیں کہ اس وقت گھڑی کا کیا ٹائم ہونا چاہیے اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ سردی اور گرمی ہر دو موسموں میں فجر کی نماز کا وقت کیا ہے۔؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نماز فجر کا وقت بالاتفاق پلوہ پھٹنے سے طلوع آفتاب تک ہے۔ افضلیت میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں روشنی کر کے پڑھنا بہتر ہے۔ بعض کہتے ہیں اندھیرے میں بہتر ہے۔ پہلے ہم فریقین کے دلائل لکھتے ہیں پھر راجح مذہب بتائیں گے۔ انشاء اللہ

حدیث نمبر 1 :

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کانا۔ المؤمنات یشدن معنا نبي صلي الله عليه وسلم صلوة الغر متلفعات بروطن ثم يعطين الی يوتن حين يعقبن الصلوة لا يعرفن احد من الغن۔ رواه البخاري والبخاري ولا يعرف بعنن بعننا (نسخی باب وقت صلوة الغر) «

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مومن عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز میں اپنی بڑی چادروں میں لپٹی ہوئی ہوتیں پھر نماز سے فارغ ہو کر گھروں کو لوٹ جاتیں۔ اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی نہیں پہچانتا تھا۔

حدیث نمبر 2 :

عن ابی مسعود الانصاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ الصبح مرۃ بطل ثم صلی مرۃ اخری فاسفر ہا ثم کانت صلوتہ بعد ذلک التعلین حتی مات لم یبد الی ان یسفر « (رواہ ابوداؤد حوالہ مذکورہ)

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز ایک مرتبہ اندھیرے میں پڑھی اور ایک مرتبہ روشن کر کے پڑھی پھر وفات تک

اندھیرے میں پڑھتے رہے روشن کر کے بھی نہیں پڑھی۔

حدیث نمبر 3 :

« عن زید بن ثابت قال تغزنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قننا لی الصلوة قلت کم کان مقدرا منا بما قال قد رحمین ایہ» متفق علیہ (حوالہ مذکور)

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے زید سے پوچھا کہ سحری اور نماز میں کتنا فاصلہ فرمایا پچاس آیتوں قدر۔

حدیث نمبر 4 :

« عن ابن مسعود قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصلوة لغير مینتا الاصلوین جمع بین المغرب والعشاء جمع و صلی الغر یومنا قبل مینتا متفق علیہ وسلم قبل وقتنا یطس وولاحد البخاری عن عبد الرحمن بن یزید قال خرجت مع عبد اللہ بن مسعود معاً فصلی الصلوة کل صلوة وضایا باذان واقاموا قسماً یتمنا ثم صلی صین طلع النجر قال یقول لطلوع النجر قال یقول لم یطلع ثم قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہاتین الصلوتین حوتنا عن وقتنا فی ہذا المکان المغرب والعشاء ولایقدم الناس جماعاً حتی یتھوا و صلوة النجر ہذا الساب» (حوالہ مذکور)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز بے وقت پڑھی مگر دو نمازیں۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور اس دن کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی روایت کیا اس کو بخاری نے اور مسلم میں یہ لفظ ہیں اپنے وقت سے پہلے اندھیرے میں پڑھی۔ اور احمد اور بخاری میں ہے عبدالرحمان بن یزید کہتے ہیں میں عبداللہ بن مسعود کے ساتھ نکلا پس ہم مزدلفہ میں آئے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مغرب اور عشاء الگ الگ اذان اور اقامت کے ساتھ پڑھیں۔ اور دونوں کے درمیان کھانا کھایا۔ پھر فجر کی نماز پڑھنے پڑھی۔ کوئی کتنا پوہ پھٹے پڑھی۔ کوئی کتنا پوہ پھٹ گئی ہے۔ کوئی کتنا نہیں پھٹی۔ پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو نمازیں مزدلفہ میں اپنے وقت سے ہٹائی گئی ہیں ایک مغرب دوسری عشاء۔ لوگ مزدلفہ میں اندھیرا کر کے (عشاء کے وقت) آئیں (اور مغرب کو عشاء کے ساتھ جمع کریں) دوسری فجر کی نماز اس وقت (پڑھی جائے جس طرح صبح ہوتی ہے) نہ ہوئی ہو۔ کوئی کسے صبح ہو گئی اور کوئی کسے نہیں ہوئی)

حدیث نمبر 5 :

« ابن الزبیر قال كنت مع ابن عمر رضی اللہ عنہما فقلت انی اصلى معك ثم اتتت فلا اری وجہ علیی ثم اری ارجاء تسخر فقال کذا کذب رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی مع ابی اعلییا کما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیاً۔» رواہ احمد (حوالہ مذکور)

ابو الزبیر کہتے ہیں میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھا میں نے کہا میں آپ کے ساتھ نماز پڑھ کر ادھر ادھر جھانکتا ہوں تو ساتھی کا چہرہ نہیں دیکھتا۔ پھر دیکھتا ہوں کہ آپ روشن کر کے پڑھتے ہیں فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پڑھتے دیکھا۔ اس لئے میں دوست رکھتا ہوں کہ اسی طرح پڑھوں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

حدیث نمبر 6 :

« عن مساذ بن جبل قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اہلین قال یا مساذ اذاکان فی الشتاء فطس بالغر واطل القرۃ قد راہ طلیح الناس ولا تلمم واذاکان الضیف فاسفرا لظفر فان اللیل قصیر والناس ینامون فالتم حتی یرکوا رواہ النسب بن مسعود ابو نعیم فی شرح السنۃ واخرہ یحیی بن عبد اللہ بن مسعود الصنف۔» (حوالہ مذکور)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا فرمایا! اے معاذ رضی اللہ عنہ جب سردی ہو تو فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھ اور قرأت لوگوں کی طاقت کے مطابق لمبی کرو اور ان کو سست نہ کرو اور جب گرمی ہو تو فجر کو روشن کر کیونکہ رات پھوٹی ہے اور لوگ سو جاتے ہیں۔ پس ان کو ڈرا ڈھیل دے تاکہ وہ نماز پالیں۔

حدیث نمبر 7 :

«عن رافع بن خدیج قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسفروا بالعباءة فاذا علمتم لاجروا بالعباءة وقال الترمذي باحدیث حسن صحیح» (حوالہ مذکورہ)

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صبح کو روشن کرو کیونکہ یہ اجر بہت بڑا ہے۔

حدیث نمبر 8 :

«اخرج ابن ابی شیبہ واسحاق وغیرہما بإسناد ثوث بصلوة الصبح یا بلال من یحضر التوم موق نبلہم من الاسفار» (نیل الاوطار جلد اول ص 319)

ابن ابی شیبہ اور اسحاق وغیرہ نے اپنی کتب میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو فرمایا صبح کی اقامت اس وقت کہ جب روشنی کیوجہ سے قوم اپنے تیروں کے گرنے کی جگہ دیکھ لیتی ہے۔

حدیث نمبر 9 :

ابن برزہ اسلمی سے روایت ہے :

«وكان ينخل إلى صلاة العداة حين يعرف الرجل عليه ويقرأ بآيتين إلى المائدة» (مشکوٰۃ باب تمجیل الصلوٰۃ)

یعنی صبح کی نماز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت فارغ ہوتے کہ انسان اپنے پاس بیٹھنے والوں کو پہچان سکے۔

حدیث نمبر 10 :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عالموں کی طرف لکھا :

«والصبح والنجوم بادية مشكوة» (مشکوٰۃ باب المواقیف)

یعنی صبح کی نماز ایسے وقت پڑھو کہ ستارے روشن اور چلے ہوئے ہوں۔

حدیث نمبر 1 :

ان دس حدیثوں سے نمبر اول کی حدیث میں ذکر ہے کہ فجر کی نماز سے فراغت کے وقت عورتوں کو کوئی دوسرا پہچان نہیں سکتا تھا۔ یا آپس میں ایک دوسری کو نہیں پہچان سکتی تھیں۔ پہچان کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ پتہ نہیں لگتا تھا کہ مرد ہیں یا عورتیں۔ دوسری یہ کہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کون کونسی عورت ہے خدیجہ ہے یا زینب ہے۔ داؤدی نے پہلی



صورت اختیار کی ہے۔ نووی بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں اور کہتے ہیں دوسری صورت کمزور ہے۔ کیونکہ وہ بڑی چادروں میں لپٹی ہوئی شامل ہوتی تو یہ کہنا غلط ہے کہ اندھیرے کی وجہ سے ان کی پہچان نہیں ہوتی تھی کیونکہ بڑی چادر میں لپٹی ہوئی عورت تو دن کو بھی پہچانی جاتی کہ یہ کون ہے۔

حافظ ابن حجر فتح الباری میں کہتے ہیں نووی کا یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ ہر عورت کی چال اور ڈھیل ڈول عموماً الگ ہوتی ہے تو جو واقف ہوتا ہے وہ دن میں یا روشنی میں پہچان سکتا ہے کہ یہ فلاں عورت ہے ہاں اندھیرے میں مشکل ہے تو گویا حافظ ابن حجر کے نزدیک دوسری صورت بھی صحیح راجح ہے کیونکہ حدیث میں لفظ یعرف ہے جو معرفت اور عرفان سے ہے جس کے معنی پہچان کے ہیں۔ اس کا تعلق جزئی یعنی معین شے سے ہوتا ہے کلی یعنی عام شے سے نہیں ہوتا مثلاً یوں کہا جاتا ہے کہ عرفہ ہوزید ام عمرو، میں نے پہچان لیا کہ زید ہے یا عمرو ہے۔ یوں نہیں کہا جاتا عرفہ اہو انسان ام فرس۔ میں نے پہچان لیا کہ انسان ہے یا گھوڑا ہے۔ کیونکہ انسان ایک عام شے ہے۔ زید عمرو بکرو غیرہ سب پر بولا جاتا ہے اسی طرح گھوڑا عام شے ہے ہزاروں گھوڑوں کو شامل ہے۔ ہاں علم کا استعمال معین شے کی طرح عام شے میں بھی ہوتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے علمت اہو انسان ام فرس، میں نے جان لیا کہ انسان ہے یا گھوڑا ہے۔ پس اس بنا پر حدیث میں علم کا لفظ ہونا چاہیے تھا یعنی یوں کہا جاتا ہے۔ لایعلمن احد۔ یعنی ان کو کوئی نہیں جانتا تھا کہ مرد ہیں یا عورتیں ہیں کیونکہ مرد عورت کا لفظ انسان گھوڑے کی طرح عام ہے۔ ملاحظہ ہو فتح الباری مع تشریح جز 3 صفحہ 323 باب الفجر

اس کے علاوہ حدیث میں یہ لفظ ہے کہ عورتیں آپس میں ایک دوسری کو نہیں پہچانتی تھیں۔ یہ بھی دوسری صورت کا موید ہے۔ پہلی صورت اس میں ٹھیک نہیں بنتی کیونکہ عورتیں آپس میں قریب اور اکٹھی ہونے کی وجہ سے مرد عورت کی تمیز کر سکتی ہیں۔ خیر پہلی صورت ہو یا دوسری۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں پڑھتے۔

حدیث نمبر 2 :

دوسری حدیث میں ذکر ہے کہ ایک مرتبہ روشنی میں پڑھی پھر وفات تک اندھیرے میں پڑھتے رہے۔

حدیث نمبر 3 :

تیسری حدیث میں سحری اور نماز فجر کے درمیان پچاس آیتوں کا فاصلہ بتلایا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے روشنی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر 4 :

چوتھی حدیث میں ذکر ہے کہ مزدلفہ میں فجر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ وقت سے پہلے پڑھنے کا یہ مطلب ہونے لگا کہ بڑھاپے سے پڑھنے سے پہلے بلکہ یہ مطلب ہے کہ اگرچہ بڑھاپے کے بعد پڑھی ہے لیکن جس وقت ہمیشہ پڑھتے تھے اس وقت سے پہلے پڑھی۔ پس معلوم ہوا کہ ہمیشہ ذرا دیر کر کے ذرا روشن کر کے پڑھتے۔

حدیث نمبر 5 :

پانچویں حدیث سے ثابت ہوتا ہے کبھی اندھیرے میں پڑھنے کبھی روشنی میں۔

حدیث نمبر 6 :



پچھٹی حدیث میں گرمی سردی کا فرق بتلایا ہے۔ یعنی سردیوں میں اندھیرا کر کے پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے گرمیوں میں روشنی میں۔

حدیث نمبر 7، 8 :

ساتویں اور آٹھویں میں روشن کر کے پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

حدیث نمبر 9 :

نویں میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوتے تو انسان اپنے پاس والے کو پہچان سکتا تھا تو گویا نماز اندھیرے میں پڑھ لیتے۔

حدیث نمبر 10 :

دسویں حدیث میں ذکر ہے کہ ستارے روشن اوبلے ہوئے ہوں تو نماز پڑھو۔ یہ اندھیرے کا وقت ہے پس اس سے بھی اندھیرے میں پڑھنا ثابت ہوا۔ جو لوگ روشنی میں افضل کہتے ہیں وہ پہلی تیسری نویں دسویں سے استدلال کرتے ہیں۔

نبیل الاوطار جلد اول صفحہ 319 میں دوسرے مذہب کے قائل مندرجہ ذیل لوگ بتلائے ہیں۔ 1 اہلبیت۔ 2 امام مالک۔ 3 امام شافعی۔ 4 امام احمد۔ 5 امام اسحاق۔ 6 امام ابو ثور۔ 7 امام اوزاعی۔ 8 امام داؤد بن علی۔ 9 امام ابو جعفر طبری۔

پھر کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔ انس رضی اللہ عنہ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے اور بخوالہ حازمی لکھا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اہل حجاز کا بھی یہی قول ہے۔ پہلے مذہب کے قائل مندرجہ ذیل لوگ ہیں۔

امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگرد امام ثوری، امام حسن بن حنیف اور اکثر اہل عراق پھر کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ہیں۔ ایک میں پہلے مذہب کے ساتھ ہیں۔ ایک میں دوسرے مذہب کے ساتھ ہیں جو دوسرے مذہب کے قائل ہیں یعنی اندھیرے میں افضل کہتے ہیں۔ وہ حدیث نمبر 4 کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مزدلفہ میں نماز ایسے وقت پڑھی کہ کوئی کہتا صبح ہو گئی کوئی کہتا نہیں ہوئی۔ چنانچہ اسی حدیث میں تشریح ہے اور ہمیشہ ایسے وقت پڑھنے کہ کسی کو شک نہیں رہتا یعنی صبح واضح ہو جاتی۔ اور نمرے کی حدیث کا بھی یہی جواب دیتے ہیں کہ روشن کر کے پڑھو یعنی صبح اچھی طرح واضح ہو جائے شک نہ رہے۔ امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق سے ترمذی میں یہی مطلب نقل کیا ہے ملاحظہ ہو ترمذی باب وقت الصلوٰۃ الفجر صفحہ 31 نمبر 8 کی حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ یہ خاص واقعہ شاید کوئی ضرورت ہو گئی ہو۔ اس لئے بلال رضی اللہ عنہ کو کہا ذرا ٹھہر کر اقامت کہہ اور ایسا اتفاق کئی دفعہ ہو جاتا ہے کہ نماز آگے پیچھے پڑھی جاتی ہے۔ خاص کر جب حد جواز میں ہو تو معمولی سے عذر کے لئے آگے پیچھے ہو سکتی ہے اعتبار عام حالت کا ہے اس لئے اصول میں لکھا ہے : «وقال الاعیان لا یصح ہا علی العموم» (نبیل الاوطار جلد 3 صفحہ 107) یعنی خاص واقعہ سے استدلال صحیح نہیں۔ اور اس سے نمبر 5 کی حدیث کا مطلب بھی واضح ہو گیا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عارضہ سے روشنی میں پڑھی ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو عارضہ کا علم نہیں ہوا۔ اس لئے وہ دونوں طرح عمل کرتے۔ اس کے علاوہ نمبر 5 کی حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ روشنی میں نماز پڑھتے بلکہ نماز تو اندھیرے میں ہی پڑھتے لیکن کبھی فراغت تک اتنی روشنی نہ ہوتی کہ پاس بیٹھنے والے کا منہ نظر آئے۔ بعض دفعہ پڑھتے پڑھتے اتنی روشنی ہو جاتی چنانچہ حدیث نمبر 5 میں جملہ فلااری وجر بلیسی (میں اپنے پاس بیٹھنے والے کا چہرہ نہیں دیکھتا) سے یہ مطلب بخوبی واضح ہو جاتا ہے نیز اس حدیث میں ابو الریح راوی ہے۔ دارقطنی نے اس کو مجہول کہا ہے (نبیل الاوطار جلد اول صفحہ 221) پس حدیث ضعیف ہوئی۔ رہی نمبر 4 کی حدیث سواس کی بابت امام شوکانی کہتے ہیں کہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث (جو نمبر 2 میں گذر چکی ہے اس) میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک نماز اندھیرے میں پڑھتے رہے اور معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث (وفات سے قریباً دو سال) پہلے ہے کیونکہ معاذ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یمن بھیجا ہے جب مکہ فتح ہوا۔ جیسے ابن عبد البر نے استیعاب میں لکھا ہے۔ اور مکہ سن



8ھ میں فتح ہوا ہے) اور اعتبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر کام کا ہوتا ہے۔ یعنی جب آپ کی دو باتوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوا تو آخری بات پر عمل کیا جاتا ہے۔ پس نماز فجر کا اندھیرے میں پڑھنا راجح ہوا۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی وجہ ہو سکتی ہے وہ یہ کہ یمن میں عرب کی نسبت زیادہ گرمی ہے۔ اور راتیں زیادہ چھوٹی ہیں تو ایسے ملکوں میں سردیوں کی نسبت گرمیوں میں پچیس منٹ انتظار کر لیا جائے یعنی ایسے ملکوں میں سردیوں میں دھاری واضح ہوتے ہی سنتیں پڑھ کر نماز پڑھا ہو جائے اور گرمیوں میں اس کو اور روشن کرے لیکن ایسا نہ ہو کہ زیادہ دن چڑھا دے جس سے اس دھاری کا نام و نشان نہ رہے۔ اس طرح سے سب احادیث میں آپس میں موافقت ہو جاتی ہے اور کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہتا۔

موافقت کی اور صورتیں اور علما کی آراء

1- امام طحاوی جو حنفیہ کے بڑے بزرگ ہیں وہ سب احادیث میں یوں موافقت کرتے ہیں کہ نماز اندھیرے میں شروع کی جائے اور قرأت اتنی لمبی کی جائے کہ ختم تک روشنی ہو جائے۔ لیکن شوکانی نیل الاوطار جلد اول صفحہ 319 میں کہتے ہیں کہ ویسے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ہمیشہ قرأت لمبی پڑھتے تھے۔ اگر زیادہ لمبی صورتیں پڑھتے (جیسے ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں سورہ بقرہ پڑھی جب فارغ ہوئے تو کہا گیا قریب تھا کہ سورج نکل آئے۔ فرمایا: لو طلعت لم تجدنا غافلین۔ یعنی اگر آفتاب نکل آتا تو ہمیں غافل نہ پاتا۔

یعنی سولے ہوئے پر آفتاب کا نکلنا نقصان ہے۔ اگر اس طرح لمبی سورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تو ہمیشہ بہت روشنی پھیلنے کے بعد فراغت ہوتی۔ اور یہ حضرت عائشہ کی حدیث (جو نمبر اول میں گزر چکی ہے) کے خلاف ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ فراغت کے وقت عورتوں کو کوئی نہیں پہچان سکتا تھا (انتہی مع تشریح) اور نمبر 9 کی بھی حدیث کے خلاف ہے کیونکہ اس میں ہے کہ فراغت کے وقت اپنے پاس والے کی پہچان ہو سکتی گویا روشنی ابھی تک پھیلتی نہیں تھی۔ ہاں اگر امام طحاوی کی مراد روشنی سے روشنی کا پھیلنا نہ ہو بلکہ اتنی روشنی ہو کہ جس سے پاس والے کا چہرہ پہچانا جاسکے تو یہ بالکل ٹھیک ہے۔

2: بعض کہتے ہیں روشنی میں پڑھنے کا حکم چاندنی راتوں میں ہے کیونکہ چاندنی راتوں میں بڑھ چھٹی طرح معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے حکم دیا ذرا روشن کر کے پڑھو تاکہ پلوہ میں کسی قسم کا شک شبہ نہ رہے۔ یہ صورت موافقت کی چھٹی ہے۔ اور اس سے سب احادیث میں موافقت ہو جاتی ہے۔ لیکن نمبر 6 کی حدیث رہ جاتی ہے سواں کا جواب آخر وہی ہوگا جو ہم نے دیا ہے یا امام شوکانی نے دیا ہے یعنی یا تو یوں کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر بات پر عمل کیا جاتا ہے اور اندھیرے میں پڑھنا آخری بات ہے کیونکہ وفات تک اس پر عمل رہا ہے یا یوں کہا جائے جو ملک عرب سے زیادہ گرم ہیں اور ان کی راتیں چھوٹی ہیں تو وہاں یہ حکم ہے کہ پلوہ بچھٹنے کے بعد پچیس منٹ انتظار کر لیا جائے تاکہ لوگ شامل ہو جائیں۔

3: امام خطاب کہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ جب ان کو حکم ہو کہ نماز جلدی پڑھیں یعنی وقت میں دیر نہ کریں تو انہوں نے صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اس پر حکم ہوا سفر و بالضرع الحدیث۔ یعنی فجر کو روشن کرو۔ صبح صادق کے بعد پڑھو۔ کیونکہ اس میں اجر بہت بڑا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

صبح صادق کے پہلے نماز ہوتی ہی نہیں تو یہ کیوں فرمایا کہ اس میں اجر بہت ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے تھا کہ جو نماز تم پہلے پڑھتے ہو وہ تو نہیں ہوتی، اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ پہلی نماز ان کی صبح نہ تھی لیکن ان کو اجر ملا کیوں کہ یہ ان کی اجتہادی غلطی میں ایک اجر ہے پس فرمایا صبح صادق کے بعد نماز پڑھو کیونکہ یہ اجر میں بہت بڑا ہے یعنی پہلی نماز سے۔

اس صورت سے بھی سب حدیثوں میں موافقت ہو جاتی ہے لیکن نمبر 6 اور نمبر 8 کی باقی رہ جاتی ہیں۔ سواں کا جواب وہی ہوگا جو گزر چکا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

روشنی میں پڑھنے کی حدیثیں قوی ہیں۔ اور اندھیرے میں پڑھنے کی فعلی۔ اور تعارض کے وقت قول فعل پر مقدم ہوتا ہے۔ کیونکہ فعل میں خاصہ وغیرہ ہونے کا احتمال ہے تو روشنی کی احادیث مقدم ہونی چاہئیں۔ اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ یہاں خاصہ وغیرہ ہونے کا احتمال نہیں کیونکہ آپ کے ساتھ صحابہ بھی شامل تھے دوسرا جواب یہ کہ نمبر 4 کی حدیث قوی ہے اس میں سردیوں میں اندھیرے میں پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

تیسرا جواب یہ کہ قوی مقدم اس وقت ہوتی ہے جب موافقت نہ ہو سکے یہاں ہم نے موافقت کر دی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھنی افضل ہے۔ اور جن حدیثوں میں روشن کرنے کا ذکر ہے ان سے پلہ کا واضح کرنا مراد ہے اور نمبر 4 کی حدیث عرب سے زیادہ گرم ملکوں کے لئے ہے اور نمبر 8 کی حدیث عذر پر محمول ہے۔

وبالله التوفیق

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الصلوٰۃ، نماز کا بیان، ج 2 ص 61

محدث فتویٰ